سوال

(45) کیا جہری نمازوں میں امام پر واجب ہے کہ وہ اتنی دیر خاموش رہے لئے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سورۃ فاتحہ کے بعد امام کے اتنی دیر ٹھہر جانے کے متعلق کیا حکم ہے جتنی دیر میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ سکے؟ اور اگر امام اس وقفہ کے لیے نہ ٹھہرے تو مقتدی سورۃ فاتحہ کب پڑھے؟
عبدالرزاق۔ س۔ القصیم

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جہری نمازوں میں امام کے سکوت کی مشروعیت پر کوئی صحیح صریح دلیل موجود نہیں ہے، جس میں مقتدی فاتحہ پڑھ سکے۔ البتہ مقتدی کے لیے یہ جائز ہے ہ وہ امام کے سکتات کی حالت میں پڑھ لے اگر وہ آیت پڑھنے کے بعد ساکت ہوتا ہو اور اگر یہ بات میسر نہ آئے تو دل میں پڑھتا جائے اگر چہ امام وہی کچھ پڑھ رہا ہو پھر اس کے بعد امام کے پڑھنے کے لیے چپ ہوجائے۔ یہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل قول میں عموم پایا جاتا ہے:

((لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتابِ))

''جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی''

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَلَّکُم تَقرَئُ ون خلفَ اِمامِکم قالوُا: نَعَم قالَ: لا تفعلُوا اِلاَّ بفاتحۃ الکتاب فَاِنَّہ لاصلاۃ لمن لم یقرأبِھا۔))

شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے رہتے ہو؟ صحابہ کہنے لگے ''ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسا مت کرو۔ البتہ فاتحہ الکتاب پڑھ لیا کرو کیونکہ جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ابن حبان نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور یہی دو حدیثیں ہیں جو اللہ عزوجل کے درج ذیل قول کو خاص کرتی ہیں۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الاعراف: ۲۰۴)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بھی:

((إِنَّمَا جُعِلَ الامام لِيُؤتَمَّ به فلا تَخْتَلِفُوا عليه، فإِذا كَبَّرَ فكبّروا وإِذا قرأ فأَنْصِتُوا۔))

''امام تو بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہذا اس کے خلاف کچھ نہ کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم خاموش رہو۔''

مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلد اول - صفحہ 67

محدث فتویٰ